ڈاکٹر سہیل عباس
شعبۂ اردو، جامعہ ٹوکیو برائے مطالعات خارجی،
جاپان

تیرہ ماسہ: طالبؔ

Bara Masa is a pretie gender in which the woman longs for the company if her cover generally Bara Masa consists of twelve months, but Talib Shah has adopted thirteen as per calendar. In this article it has been evaluated.

بارہ ماسہ میں فراق زدہ عورت کے جذبات، اسی کی زبانی پیش کیے جاتے ہیں۔عورت اپنے محبوب کے فراق میں تڑپتی ہے اور سال کے ہر مہینے میں موسم کے حوالے سے وہ اپنے دل کا حال اور ہجر کا درد بیان کرتی ہے ۔ زیادہ تر بارہ ماسے اساڑھ یا ساون کے مہینے سے شروع ہوتے ہیں۔متکلم عورت اپنی سکھیوں اور سہیلیوں پر رشک کرتی ہے کہ وہ اس کی طرح مہجور نہیں ہیں۔ موسم کے اعتبار سے جو تیوہار آتے ہیں مثلاً دسہرہ، دیوالی، ہولی وغیرہ ان میں اس کا دردوالم بڑھ جاتا ہے کیونکہ ان تیوہاروں میں وہ خوشی سے شرکت نہیں کرسکتی۔ وہ کبھی ملا، سیانے ، پنڈت، رمال اور جوتشیوں وغیرہ کی خوشامد کرتی ہے کہ وہ کوئی ایسا جتن کریں یا تعویز گنڈا وغیرہ لکھیں جس سے اس کا بچھڑا ہوا ساجن واپس آ جائے،کبھی کوے یا نیل کنٹھ کو قاصد بنا کر بھیجنا چاہتی ہے کہ وہ اس کا حال زار اس کے پریتم کو جا کر سنا دے ۔ سال کے بارہویں مہینے میں اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس کا محبوب پردیس سے واپس آ جاتا ہے اور برہن کا دردوغم خوشی میں بدل جاتا ہے ۔

سنسکرت کے مشہور شاعر کالی داس کے یہاں بھی ہندوستانی موسموں کا حال (رُت سنگھار) فطرت کی منظرکشی کے طور پر ملتا ہے ۔ اسکی طویل نظم رت سنگھار کا ترجمہ اردو میں عرفان صدیقی نے اسی نام سے کیا ہے ۔ فارسی میں اس قسم کی نظموں کا رواج نہیں البتہ پنجابی، اودھی اور برج بھاشا میں بارہ ماسے کا رواج کثرت سے ملتا ہے ۔لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ سب سے پہلے ان میں سے کس زبان میں بارہ ماسہ لکھا گیا۔

ڈاکٹر جمیل جالبی کا کہنا ہے:

> ”بارہ ماسہ خالص ہندوی چیز ہے۔سنسکرت میں اس کی کوئی روایت نہیں ملتی ۔یہ خیال کہ بارہ ماسہ ”رُت ورنن“ کی ایک رو بہ تنزل ہیئت ہے اس لیے صحیح نہیں کہ ”رت ورنن“ میں چار رتوں کا بیان ہوتا ہے،اس کے برخلاف بارہ ماسہ میں ہر مہینے کا۔“(۱)

فارسی کے مشہور شاعر مسعود سعد سلمان لاہوری ۱۰۴۶ھ تا ۱۱۲۱ھ نے غالباً پنجابی بارہ ماسوں سے متاثر ہو کر ”دوازدہ

ماہہ''جنہیں وہ غزلیات شہوریہ کا نام دیتے ہیں لکھے ۔ ان کا مزاج طربیہ ہے ۔ ان میں مسعود نے اپنے ممدوح ارسلان بن مسعود(وفات ۱۱۱۸ ھ) کی تعریف پر مبنی غزلیں کہی ہیں۔ ہرغزل ایرانی مہینوں کے نام پر یا ہفتے کے دنوں کے نام پر ہے ۔

اودھی اور برج میں جن شعرا نے بارہ ماسے یا اس طرح کی نظمیں لکھیں، ان کے نام یہ ہیں:

☆ ملا داؤد(چندائن)

☆ میاں سادھن(مینا ستونت)

☆ کبیر(بارہ ماسہ)

☆ قطبن(مرگاوتی)

☆ ملک محمد جائسی(پدماوت)

☆ سید غلام نبی رسلین(رس پر بودھ)

☆ قاسم دریابادی(ہنس جواہر)

اردو کا سب سے پہلا بارہ ماسہ محمد افضل(متوفی ـ ۱۶۲۵ئ) کا ہے ۔ افضل کا وطن ابھی صحیح طور پر متعین نہیں کیا جا سکا لیکن وہ دہلی کے نواحی مقامات، مثلاً جھنجھانہ، پانی پت یا نارنول کے رہنے والے تھے ۔ انکی نظم کا نام بکٹ کہانی'' ہے ۔ یہ سوا تین سو اشعار کی مثنوی ہے، اسکی بحر ہزج مسدس مقبول اور زبان ریختہ یعنی اردو فارسی آمیز ہے ۔

بکٹ کہانی مقبول ہوئی اور اسکی تقلید میں بہت سے بارہ ماسے لکھے گئے مثلاً،شاہ آیت اللہ جوہری(ولادت ۱۱۲۶ ھ) کی مثنوی جوہری میں ایک موقع پر بارہ ماسہ پیش کیا گیا ہے ۔

☆ بارہ ماسہ وحشت از میر بہادر علی وحشت

☆ بارہ ماسہ مقصود

☆ بارہ ماسہ کاظم علی جوان مسمی بہ دستور ہند۔اس میں ہندو،مسلمانوں کے تیوہاروں کا ذکر ہے ۔

☆ بارہ ماسہ سندر کلی وہدہد☆ درد نہانی عرف بارہ ماسہ ربانی از سید عبد اللہ انصاری ناظم محکمہ دینیات مدرسۃ العلوم، علیگڑھ۔اس میں ایک سالک کو حقیقی عشق میں مبتلا دکھایا گیا ہے جو آخر ماہ میں اپنی دوئی مٹا کر اپنے محبوب حقیقی سے مل جاتا ہے ۔

☆ بارہ ماسہ دین محمد سنگھ

☆ رسالہ جاں کاہ المعروف بہ بارہ ماسہ از سید محمد یسین احمد

☆ بارہ ماسہ وہاب☆ بارہ ماسہ خیرا شاہ

مندرجہ بالا تمام نظمیں اٹھارہویں، انیسویں صدی کی ہیں۔ انیسویں صدی کے بعد بارہ ماسہ ہمارے یہاں بہت کم

لکھا گیا۔(۲)

مذہبی بارہ ماسوں کے بارے میں فرانسیسکا اورسینی کا کہنا ہے:

"One Typical change in function took place at the hand of religious poets, who either interpreted the heroine`s viraha in spiritual and / or devotional terms __ as the pain of the soul`s separation from God___ or else grafted the templete onto a story of spiritual conversion or tagged a didactic messege onto every month."

بارہ ماسہ کی روایت کے مطالعے کے لیے ذیل کے کام بھی اہم ہیں:

☆ اردو زبان میں بارہ ماسہ کی روایت،اقبال بانو،نگران ڈاکٹر نجیب جمال،مقالہ ایم فل اردو و اقبالیات،اسلامیہ یونی ورسٹی بہاولپور،۲۰۰۶ء

☆ اردو میں بارہ ماسے کی روایت،ڈاکٹر تنویر احمد علوی،اردو اکادمی دہلی

مثنوی رموز العاشقین معروف بہ تیرہ ماسہ طالب:

۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۳ء کے عرصے میں **Tokyo University of Foreign Studies (TUFS)** اور **Institute of Oriental Culture, University of Tokyo** نے ایک مشترکہ سائنسی مطالعاتی ٹیم کے ذریعے پاک و ہند ادبیات کے سلسلے میں جنوبی ایشیا کے ادب کو جامعہ ٹوکیو برائے مطالعات خارجی **Tokyo University of Foreign Studies (TUFS)** میں [illegible]ط کیا،جو انیسویں صدی کی دوسری دہائی سے بیسویں صدی کے اوئل پر محیط تھا۔یہ ذخیرہ دوحصوں پر مشتمل تھا۔پاک و ہند کی مذہبی دستاویزات اور ذخیرۂ نول کشور۔کہا جاتا ہے کہ منشی نول کشور کے زمانے میں نول کشور پریس سے تقریباً چار ہزار کتابیں شائع ہوئیں ۔یہ ذخیرہ دنیا کی بڑی لائبریریوں خاص کر، **British Library**، **Library of Congress,**، اور **University of Chicago Library** میں [illegible]ط ہے،جامعہ ٹوکیو برائے مطالعات خاجی نے بھی اس ذخیرے کی تقریباً ایک ہزار کتب کو اپنے کتب خانے میں [illegible]ط کیا ہے۔طالب کا تیرہ ماسہ اس خزانے کا ایک گوہر ہے۔

طالب شاہ نے اس مثنوی میں اپنے بارے میں جو معلومات دی ہیں ان کے مطابق طالب نقل مکانی کر کے پہلے دھنساری گئے اور وہاں ایک مثنوی ماہ پیکر کہی۔وہاں سے مامور گئے اور کریما کا اردو ترجمہ کیا۔اس کے بعد کرانہ نامی قصبے گئے،وہاں بھی ایک مثنوی کہی۔اس کے بعد رام ساگر گئے وہاں وظیفہ سحری اور نسخہ طب (یعنی نسخہ دافع الامراض)نامی دو کتابیں لکھیں۔پھر بندرا بن آئے اور یہ تیرہ ماسہ لکھا۔اس تیرہ ماسہ کی تاریخ بھی طالبؔ نے نکالی ہے جس کے مطابق یہ تیرہ ماسہ ۱۲۹۶ھ میں لکھا گیا۔ماہ مارچ ۱۸۹۰ء مطابق ماہ رجب المرجب ۱۳۰۷ہجری بار دوم مطبع اودھ اخبار لکھنؤ محلۂ حضرت گنج سے شائع ہوا۔

بارہ ماسوں کا بیان ہندی بکرم کے مہینوں کے حوالے سے ہوتا ہے اور چونکہ بکرم سمیت میں ہر چوتھے برس لوند کا مہینہ مِلا کر ۱۳ مہینے بن جاتے ہیں۔ اِس لیے اکثر رتو سنہائی (بارہ ماہ) ۱۳ (تیرہ ماسہ) ہے۔(۴) طالبؔ نے بھی لوند کا مہینہ ملا کر تیرہ ماسہ لکھا ہے۔ یہ مثنوی بحر ہزج مسدس محذوف میں ہے اور اس کا وزن مفاعیلن مفاعیلن فعولن ہے۔ متن میں اسما اور اصطلاحاتِ تصوف کو نشان زد کیا گیا ہے۔ یہ نشان نہ صرف اس تیرہ ماسہ کی متصوفانہ خصوصیات کو سامنے لاتے ہیں بلکہ اس کے تہذیبی سرمائے اور ادبی محاسن کو بھی نمایاں کرتے ہیں۔ طالبؔ کا تیرہ ماسہ یقیناً ایک ادبی سرمایہ ہے جو ہم سے فنی وفکری تجزیوں کے ساتھ ساتھ ادبی پذیرائی کا بھی طلب گار ہے۔ امید ہے اربابِ فن اس پر توجہ دیں گے۔

متن میں دیے گئے مطالب کو حواشی متن کا نام دے کر متن کے فوراً بعد درج کیا گیا ہے۔

متن

مثنوی رموز العاشقین معروف بہ تیرہ ماسہ طالب، مطبع نامی منشی نول کشور

پیا کی حمد لگتی ہے پیاری | پیا میرا خدا میں اُس پہ واری
ارے وہ صانع بے مثل و یکتا | کیا ارض و سما ہے جس نے پیدا
بنائے ہیں ستارے، شمس و مہتاب | ہوا و خاک و آتش، نور اور آب
ملائک حور و غلماں جن و انساں | پری اور دیو بھوت، حیوان و شیطاں
حجر اور کوہ کیا کیا رنگ با رنگ | کہیں ہے سنگ مرمر اور سیہ سنگ
زبرجد اور مقناطیس بلور | زمرد، ہیرا، پنا، لعل مشہور
سلیمانی کسوٹی اور پکھراج | عقیق اور تانبڑا اے صاحب تاج
صدف اور موتی و یاقوت و مرجان | کہیں فیروزہ و نیلم کی ہے کان
طلا، تانبا و چاندی رانگ آہن | کہوں میں اور کیا اے صاحب فن
بشر کے واسطے نعمت یہ سب ہیں | نہو تقدیر میں ملتی تو کب ہیں
اگرچہ سب کا وہ ایک ہی خدا ہے | مقدر اپنا اپنا تو جدا ہے
ہوس میں ہاتھ تیرے کچھ نہ آئے | لکھا ہے جو مقدر میں وہ پائے
توکل کر خدا پر اے مری جاں | کرے گا وہ تری مشکل کو آساں
وہی ظاہر میں اور باطن میں ہرجا | بوا ہر جا پر اُس کا ہے گا چرچا
کیا ہے، مہر و مہ کو جس نے پیدا | ہر اک کا راز ہے اُس پر ہویدا
اُسی کی بندگی لازم ہے تم پر | کیا سب خلق سے انساں کو بہتر

فرشتوں نے جھکایا اپنا واں سر
ہوا سجدہ خدا کا فرض تم پر

کہ جس نے تم کو چشم و گوش و دندان
عطا کی عقل و بینی، ہوش اور جان

سکھی اولاد و مال و زیور و زر
دیا ہے عیش و عزت، رزق اور گھر

مگر ہے یہ طفیل اُس مصطفیٰؐ کا
بیاں اُس کی کروں میں کیا ثنا کا

کہ جس کی شان میں آیا ہے لولاک
سبب اُس کے سے ہے یہ ارض و افلاک

اُسی نے کفر اور یاں شرک توڑا
بنا کے اے بوا شریعت کا کوڑا

صفت پھر چار یاروں کی کروں کیا
کیا ہے دین احمدؐ کو ہویدا

اری سکھیو کیا جاہل کو فاضل
ہزاروں ہو گئے پھر اُن سے کامل

درود اور فاتحہ پڑھ اُن پہ جانی
سُخن کی پھر سُنا طالب کہانی

تعریف سخن

پلا دے ساقیا مے پھر کے اک جام
سخن کی جس سے ہو تعریف ارقام

سخن سے کوئی شے بہتر نہیں اور
پسند اُس کو ہر اک کرتا ہے فی الفور

سخن کا دیکھا ہر محفل میں مذکور
سخن سے نام شاعر کو ہو مشہور

یہ دنیا تو ہے ایک مہمان خانہ
نہ دیکھا اُس میں رہنے کا ٹھکانہ

مدام اُس میں نہیں کوئی رہا ہے
یہ آمد و رفت کی سکھیو سرا ہے

ہزاروں نے برائے نام خود یاں
نہر اور چاہ بنوائے گلستاں

کہ ظاہر نام ہوگا یہ سمجھ کر
بہت محل و عمارت، کوٹھی اور گھر

کہاں ہیں وہ عمارت پختہ پختہ
زمیں میں مل گئی ہیں رفتہ رفتہ

ہزاروں مر گئے سلطان کشور
رہا اُن کا کہیں گھر اور نہ مندر

ولے ہاں کر گئے جو بندگی یاں
اُنھیں کا نام روشن ہے مری جاں

سخن سے یا کوئی جو آشنا ہے
بلاشک نام اُس کا بھی بقا ہے

نہیں مرتے ہیں عاشق اور شاعر
فنا تن اُن کا ہوتا ہے بظاہر

ولے اِس بات پر تو کیجیو غور
سخن اور عشق سے بہتر نہیں اور

نہ کر طالب تو کچھ اب اور تقریر
مگر ہاں حال اپنا کر تو تحریر

بیان سرگذشت خود

بیاں اپنا کروں کیا تجھ سے احوال
پڑے عالم میں سُن کر ایک بھُو چال

مگر تھوڑا سا اب سُن لے تو جانی
سُناؤں اور کیا قصہ کہانی

وطن کو چھوڑ دھنساری (1) میں رہ کر
کہی اک مثنوی واں ماہ پیکر

وہاں سے اُٹھ گیا جب آب و دانا
ہوا مامور (2) میں میرا ٹھکانا

کریما کو کیا اردو وہاں پر
کرانہ (3) میں بنایا جا کے پھر گھر

خلیق اُس شہر کے ہندو مسلماں
کہی اک ماہرو کی مثنوی واں

گذر واں سے ہوا پھر رام ساگر (4)
مکاں وہ بھی ہے گویا رشک کوثر

وظیفہ سحری اور اک نسخہ طب (5)
کیا اُس جا پہ دونوں کو مرتب

وہاں سے خاص بندرا بن (6) میں آ کر
لکھا یہ تیرہ ماسہ دل لگا کر

کروں کیا چرخ کی طالبؔ شکایت
سُناؤں تیرہ ماسہ میں حکایت

تمہید تیرہ ماسہ

پلا دے ساقیا مے کر نہ تاخیر
کہ جس سے حال ہو فرقت کا تحریر

بہت مدت سے ہے فرقت کا آزار
اِسی آزار میں ہوں میں گرفتار

کہوں کیا رام ساگر جب سے چھوڑا
اُسی دم سے پیا نے منہ کو موڑا

جب آئی سر پہ دیکھو عین برسات
پیا نے کی جدائی مجھ سے ہیہات

ہر اک پردیسی اِن روزوں میں اکثر
سفر سے آن کر رہتے ہیں گھر پر

مگر میرے پیا کا ڈھنگ نیا ہے
اکیلی چھوڑ وہ مجکو گیا ہے

سناؤں تیرہ ماسہ میں حقیقت
ہوا جو گذری طالب پر مصیبت

اول ماہ اساڑھ

اساڑھ آیا کہوں کیا تجھ سے احوال
سکھی جو گذرا مجھ پر سُن تو فی الحال

پیا بن کرتی تھی میں آہ و زاری
برس اس میں گئی اک بدری کاری

ہر اک نے چھان چھپر گھر بنایا
اٹاری اور چوبارہ سجایا

پیا اپنا بھی گھر ہوتا پیاری
وہ اس موسم کے کرتا کار جاری

کہیں دالان چوبارہ بناتا
کہیں آراستہ گھر کو کراتا

کہیں کمرہ کہیں دیوان خانہ
زنانہ اور کہیں مردان خانہ

سکھی برسات کا اسباب و آرام
وہ دم کے دم میں کر دیتا سرانجام

مجھے اب ہر طرح کا فکر و غم ہے
بجز اس کے پڑا پی کا الم ہے

نہیں معلوم ہے وہ کون سے دیس — جو لاؤں اُس کو کر کے جوگیا بھیس
محبت کا بُرا آزار بھینا — اری مجکو پڑا ناچار کہنا
سکھی ایسا نہ تھا کچھ وصل میں دل — کہ جیسا ہجر سے ہے نیم بسمل
محبت کا اثر ہے دل پہ پیدا — جدائی سے ہوا ہے ہائے کیسا
سکھی میری بُری حالت پیا بِن — نہیں آرام مجکو رات اور دن
اری سب نے یہ پوچا ہے مہینا — مجھے سوجھے نہ کھانا اور پینا
اساڑھ اب ہوگیا آیا نہ پیتم — کروں کیا ہے بڑا طالب مجھے غم

ماہ ساون

لگا ساون ہوا اک شور برپا — کہ جس کو سنتے ہی دل میرا تڑپا
جھڑی غم کی ہوئی آنکھوں سے جاری — گھٹا سی چھا گئی دل پر پیاری
بھرے اِس جل سے دریا غار تالاب — دل بے چین میں پڑتے ہیں گرداب
ہرا جنگل ہوا گل بیل بوٹا — گئی میں سوکھ دل پی سے نہ ٹوٹا
دھنس کو دیکھ کر ابروے خم دار — پیا کی یاد آئی جی میں ہر بار
پپیہا پی پی کہتا ہے پیاری — سُنت ہوں کوک کوئل کی نیاری
نہیں رہتا ہے دم اُس وقت تن میں — لگے ہے آگ سی سارے بدن میں
اُڑے ہے طائر دل ہو بھمیری — ڈرائیں رات کو جگنو سکھی ری
وہ دم لے لے کے چمکیں کرم شب تاب — عجائب دیکھ میں ہوتی ہوں بیتاب
اندھیری رات اور ایسی جھڑی ہائے — پیا پردیس میں کیسی پڑی ہائے
غضب ہے بھن بھناہٹ مچھروں کا — کہ جس کے شور وغل سے کان پھٹ جا
اری ساون میں جو گذرا ہے مجھ پر — عیاں سب کرتی ہوں میں اُس کو تجھ پر
گھٹا کالی کبھی جھک کر کے برسے — پیا بن کیا کہوں جی کیسا ترسے
اندھیری رین میں برسے چھماں چھم — مگر افسوس ہے پردیس بالم
سکھی ایسے میں جو ہوتا پیا گھر — میں سوتی اُس کو چھاتی سے لگا کر
پلنگ آراستہ کر کے سلاتی — ہر اک اقسام کے کھانے کھلاتی
رہی یہ جی کی جی میں آرزو سب — سکھی کس سے کہوں میں آہ ری اب
نہ سوئی اِس مہینے میں پیا سنگ — دکھائے ہجر نے کیا کیا نئے رنگ

نظر آئی مجھے ہو کی حویلی — پڑی پی بن ہوں میں ہے ہے اکیلی
سکھی جوبن کو میں نے یوں گنوایا — کہ جیسے دھوپ سے ڈھل جائے سایا
ہراک ہے اپنے بالم سے ہم آغوش — شراب وصل سے دن رات مدہوش
اٹاری میں کوئی کاٹے ہے برسات — پیا کے غم میں روتی ہوں میں دن رات
کسی نے ہاتھ پر مہندی لگا کر — دھڑی مسّی کی ہونٹوں پر جما کر
پہن کر سرخ چوندر لہریا یاں — کیا خوش جی کو اپنے اے میری جاں
کسی نے سرخ چادر اوڑھ سر پر — لگی وہ جھولنے جھولا بنا کر
سکھی جھولیں ہیں جھولا اپنے گھر پر — ہنڈولے غم کے دے ہیں مجکو چکّر
اری سب یاں منائیں تیج و تہوار — پیابن چل رہی ہے دل پہ تلوار
سنگار اپنا کروں میں کس کے اوپر — پیا میرا نہیں ہے اے سکھی گھر
بھری برسات میں اِک دن نہ برساتھ — ملوں افسوس سے کیونکر نہ میں ہاتھ
میں یہ سمجھی کہ ہیں برسات کے دن — کٹے گی خوب اب برساتھ لیکن
نہ گذرا ایک دن برساتھ مجھ کو — سناؤں اور کیا غم اپنا تجھ کو
گیا گذرا سکھی ساون سنونا — خبر پہنچی نہ راکھی غم ہے دونا
کہوں احوال کس سے اپنا بی بی — پیا آتا نہیں ہے خواب میں بھی
ارے پانڈے ذرا تو کھول پوتھی — غمِ ہجراں سے میں پھرتی ہوں روتی
اجی کھولو میاں ملامری فال — رمل سے حال دیکھو تم بھی رمال
منجم اب بتاؤ حال سارا — مرا گردش میں ہے کیونکر ستارا
پیا کی دے خبر کوئی ذرا بھی — بھروں میں منہ میں اُس کے شکر و گھی
نہیں ہے ہجر کی اب تاب و طاقت — بغیر از وصل کے ہوگی نہ فرحت
گیا ہے بیت ساون کا مہینا — پیابن کیا ہے طالبؔ میرا جینا

ماہ بھادوں

لگا بھادوں برسنے خوب گھنگھور — اُٹھا چاروں طرف سے مور کا شور
گھٹا سی غم کی میرے دل پہ چھائی — نظر جب آسماں پر برق آئی
کہوں کیا حال یہ شاہ و گدا سے — پھٹے چھاتی پپیہے کی صدا سے
گرج بادل کی اور دادر (7) کی بولی — مرے دل میں لگی ہے جیسے گولی

گھٹا کالی کبھی جھک جھک کے آئیں — برس کے دم کی دم میں صاف جائیں
سکھی بھادوں بھی دیکھو خوب برسا — مگر برساتھ کو جی میرا ترسا
زمیں سے آسماں تک جل کا اک تھل — سکھی آتش بجھی میری نہ اک پل
تڑپتی ہوں پیا بن میں تو دن رات — نہ پوچھے اے بوا کوئی مری بات
گذرتی ہے بوا جب رین آدھی — پھٹے ہے ہجر میں اُس وقت چھاتی
بڑی حیرت ہے اب میں کیا کروں ری — بغیر از موت بھی کیونکر مروں ری
جنم اٹھمیں کا بھی تہوار آیا — نہ میرا اے سکھی دلدار آیا
رہی میں منتظر اب تک پیا کی — نہیں ہے صبر اب مجکو ذرا بھی
ہوئی میں نیم جاں مطلب نہ پایا — جو پیشانی میں تھا وہ پیش آیا
مرے قالب سے جاں دیکھو بدر ہے — نہیں پیتم کو میری کچھ خبر ہے
ارے ہنسا تو اُڑ کر پی سے کہنا — بہت پردیس میں ہرگز نہ رہنا
بدیسی دیس میں سب لوٹ آئے — پیا پردیس میں کیوں دیر چھائے
ترے بن زندگی ہے مجکو بھاری — ہوئی ہوں سب طرح سے میں تو عاری
نہیں خوش آئے تجھ بن سیر گلزار — کھٹکتے پھول ہیں نظروں میں جیوں خار
شگوں ہر شے سے لیتی ہوں میں اکثر — دکھایا کرتی ہوں فالیں برابر
نہیں آتا وہ دلبر کیا غضب ہے — مری تو ہجر سے اب جاں بلب ہے
نہیں معلوم اُس کو کیا ہوا ری — بتا دے جلد اے اچھی بوا ری
سکھی ری عقل سے یہ میں نے چینا — کہ ہے منحوس بھادوں کا مہینا
کہ جس کی دھوپ سے انسان و حیواں — اری اک دم میں ہو جائیں پریشاں
بھرن برسے کبھی ہو صاف جائے — لگے گرمی کبھی جاڑا ستائے
نہ آنے کا یہی باعث ہے بہنا — سمجھ کر اے بوا خاموش رہنا
اری خاموش بیٹھوں کس طرح پر — لبوں پر آ گئی ہے جان گھٹ کر
گیا بھادوں ملا میرا نہ پیتم — یہ دل میں آئے طالب کھا مروں سم

ماہ کنوار

لگا ہے کنوار اور آخر ہے برسات — کہاں تک روؤں پی کے غم میں دن رات
سکھی برسات میں برسات ہوتی — تو ناحق جان کیوں میں اپنی کھوتی

کہوں کیا ہے مری دشمن یہ برکھا
بھلا یا راستہ پیتم کو گھر کا

ہوئے ہیں راستے پانی سے مسدود
کہوں کس سے نہ کوئی پاس موجود

لبالب ہرطرف ہیں جوہے (8)اور غار
بشر کیا واں نہ گذریں ماہی و مار

کسے بھیجوں خبر جو پی کی لائے
کہانی میرے غم کی کہہ سنائے

ہوئی برکھا سے یاں لوگوں کی سیری
تپش دل کی بجھی لیکن نہ میری

گئی برسات بھی اے میرے دلدار
تڑپتی ہوں دکھا دے اپنا دیدار

بہانہ اب نہیں بارش کا پیارے
تو آتا کیوں نہیں پھر گھر ہمارے

ترا دل اور سے گر پھنس گیا ہو
تو اُس کی بھی خبر دے جلد مجھ کو

میں راضی جس میں اب تیری رضا ہے
ولیکن تجکو آنا بھی بجا ہے

کہوں کیا کنوار بھی جاتا ہے پی پی
مگر افسوس ہے آیا نہ گھر پی

برس اِس میں گیا ہے ابر نیساں
صدف میں دُر نہ آیا ہوں میں حیراں

بوا جس دیس میں پیتم گیا ہے
وہ ایسا دیس کیا سب سے نیا ہے

نہیں ہوتا ہے واں کیا کوئی تہوار
نہیں کرتے ہیں واں کیا سیرِ گلزار

نہیں کیا سُرخ پہنے کوئی چوندر
نہیں ہے چاہ کیا بالم کی اُن پر

کہ جو اِس موسمِ برسات میں بھی
نہیں رغبت کسی کے ساتھ کیوں جی

کہوں کس سے میں اپنا حال سارا
خفا مجھ سے ہوا ہے میرا پیارا

گئے گذرے سکھی سولہ کناگت
ولے بدلی نہ میرے دل کی حالت

ہر اک نے پھر بُوا سانجی سجائی
نہ مجھ سے ہائے پی بن کچھ بن آئی

رہا تہوار کا سکھیو پریکھا
دسہرہ کنوار بھی میں نے نہ دیکھا

اری راون کو پھر مارا بنا کر
گڑڑ کا بھی کیا درشن اُڑا کر

مگر درشن ہوا مجھ کو نہ پی کا
جدا ہونا پیا نے کس سے سیکھا

پڑیں پتھر کے اولے اُس کے گھر پر
پیا کو جو نہ آنے دے مرے گھر

کٹے ہیں انتظاری میں یہ ایام
کروں میں اور کیا غم اپنا ارقام

گیا ہے بیت طالب کنوار سارا
ملا اب تک نہیں پیتم ہمارا

ماہ کاتک

لگا کاتک سکھی آئی نہ سردی
پیا بن پھر گئی چہرے پہ زردی

کٹے گی کس طرح اب میری اوقات   گھٹے دن اس مہینے میں بڑھی رات
چلی ٹھنڈی ہوا اور چاندنی رین   کریں سب اے سکھی آرام اور چین
کیا سب نے بوا جاڑوں کا سامان   نہ کیونکر آئے میرے دل میں ارمان
کپاسی ، کشمشی ، رنگت رنگائی   رنگائی یاں کسی نے سبز کائی
اموّا کاسنی زنگاری خاکی   کرنجوہ و سنہرا اور لاکھی
کسی نے سرمئی رنگت گل نار   کرائی چمپئی اک دم میں تیار
بسنتی ، صندلی، جستی و زردی   پسند آئی کسی کو لاجوردی
ملاگیری کسی نے کہربائی   کسی نے دیکھو عنابی رنگائی
شنجرفی، شربتی، ماشی و آبی   پیازی اور گکریزی، گلابی
کسی نے سردئی اور کوکناری   رنگائی اے بوا پوشاک ساری
املتاسی و عباسی و طوسی   کسی نے سیوتی اور آبنوسی
کریلی ، مونگیا ،اودا، مکوئی   رنگائے آتشی ،بادامی کوئی
سیندورا ، بیجنی ، نارنگی، دھانی   کسی نے سرخ ، سبزی، زعفرانی
ہولاہی ، شترئی اور توتیائی   کسی نے دیکھو فیروزی رنگائی
کسی نے چھرئی اور پستئی یاں   رنگائے کوئی طاؤسی مری جاں
کسی نے کتھئی اور فاختائی   کسی نے بیضئی جلدی رنگائی
رنگا کر پھر سلائی سب نے پوشاک   ہوا ہے ہجر سے سینہ مرا چاک
سکھی کس سے کہوں میں اپنا احوال   کہ جو جا کر سُنائے پی کو فی الحال
پیا اپنا جو ہوتا گھر پیاری   یقیں ہے مجھ پہ کرتا جاں نثاری
اری کاتک کی رت سب نے منائی   دہائی غم کی یاں میں نے مچائی
سکھی پیتم سے اب کیونکر ملوں ری   یہ درد ہجر میں کس سے کہوں ری
نہیں آرام گو مجکو کسی دم   مگر مشتاق ہوں دیدار پیتم
لبوں پر میرے ہے اب جان باقی   اری پیتم نہیں ہونا ملاقی
ملی ہے مجھ سے زیادہ کون عیّار   کہ جس نے کر دیا یوں اُس کو اغیار
مرے قالب سے دیکھو جاں بدر ہے   مگر اُس کو نہیں کچھ بھی خبر ہے
کہوں کیا ہو گئی یاں چوتھ کروا   اری پی کو نہیں کچھ میری پروا

اِسی عرصہ میں پھر گنگا کا اشنان
کیا ہر ایک نے نہانے کا سامان

دوالی کا ہوا تہوار پھر خوب
بُوا پی بن میں سمجھوں سب کو معیوب

درودیوار پر ہے روشنائی
مرے مندر کے تن پر ہے سیاہی

ہراک نے کھیل اور کھائے کھلونے
بتاشے کوئی کھائے بھر کے دونے

اُٹھے پھر دیو بھی سوکر یہاں کُل
ہوا ہے راستہ آراستہ پ پُل

یقیں ہے آئے گا اب میرا جانی
سناؤں گی اُسے غم کی کہانی

یہ دل میں سوچ کر تسکین کچھ کی
تصور ہو گیا ہے خام یہ بھی

گیا کاتک گذر آیا نہ پیتم
مجھے اب اور بھی طالب ہوا غم

ماہ اگھن

اگھن آیا پڑے ہے برف ہر جا
سکھی جاڑے کا ہے گھر گھر میں چرچا

مگر میرا جلے ہے ہجر سے تن
نہیں ہے یاد مجکو وصل کا فن

بنائی سب نے یاں جاڑے کی پوشاک
بیاں اپنا کروں کیا تجھ سے میں خاک

اری دیبا، حریر اوڑھا کسی نے
تمامی اور کتاں پہنا کسی نے

کسی نے پہنا دریائی مشجّر
کسی نے مخمل و کمخواب لے کر

کسی نے چوڑیا اور چاند تارا
گرنٹ اور ملینا آلپا کا

کسی نے اوڑھی اطلس کی رضائی
کسی نے اونی مومی کی بنائی

کسی نے گلبدن مشرو کا جوڑا
عجب انداز سے پہنا نگوڑا

کسی نے اے سکھی پہنی فلالین
رہی جاڑوں میں کوئی ہائے بے چین

کسی نے دھسا اوڑھا اور بانات
کوئی عریاں سکھی جاڑوں میں دن رات

کوئی پٹو کی سر سے اوڑھ چادر
بہت خوش بیٹھی ہے وہ اپنے گھر پر

کسی نے آگ سے سینکا بدن کو
بھبھوت اپنے ملے تھی کوئی تن کو

کوئی اوڑھے سکھی ری سبز لوئی
دوشالہ اور کشمیرا بھی کوئی

کسی کے دوش پر ہے مرگ چھالا
کسی نے اوڑھا کمل لے کے کالا

غرض پہنی ہراک نے یہ جڑاول
تن عریاں سے ہے جاں میری بیکل

پیا بن کیا کروں جاڑے کا سامان
مرے دل میں سکھی آتا ہے ارمان

تڑپتی ہوں پیا کے غم میں دن رات
نہیں سنتا کوئی دل کی مرے بات

گذرتا ہے مجھے اب دن بمشکل
کٹے ہے ہجر میں یاں رات تل تل

بھلا جس کے نہو وے پاس دلبر
اُسے پھر چین آئے کس طرح پر

مرا تو ہجر سے گھائل جگر ہے
مگر افسوس پیتم بے خبر ہے

ارے قاصد پیا سے کہہ تو جا کر
تری یہ چاہ جھوٹی ہے سراسر

کوئی دن بھی نہیں مل کر نبھائی
کہو کیوں پیت ناحق کو لگائی

ترے غم میں ہوا ہے حال ابتر
خبر میری نہ لے اپنی خبر کر

اگرچہ تیری ہوں ہردم خطاوار
خطا کو بخش دے اے میرے دلدار

بہت مدت سے ہے آزار فرقت
پلا دیدار کا اب جلد شربت

اگر آنے میں ہے کچھ حرج تجھ کو
کسی ڈھب سے خبر بھجوا دے مجکو

خبر کر یا کہ دے تو بھیج پرچہ
رہے گا دل اُسی پرچہ سے پرچہ

وگرنہ دم نکل جائے گا میرا
کرے پھر وائے ویلا کون تیرا

یقیں گر ہو نہ میرا تجھ کو اے جان
تو آ کر دیکھ لے میں ہوں پریشان

کہوں کیا اور سکھیوں میں کہانی
کروں گی سنکھیا کھا جی کو فانی

خبر دیتا نہیں پیتم کی کوئی
اگرچہ سامنے میں سب کے روئی

اگھن جاتا رہا آیا نہ پیتم
مروں گی دیکھنا طالبؔ میں کھا سم

ماہ پوس

لگا ہے پوس اور سردی ستائے
پیا کی یاد ہر دم مجھ کو آئے

چلے ہے سرد سکھیوں مغربی باد
ولے آئی نہ پی کو میری کچھ یاد

سکھی ری بھوک کا ہے یہ مہینا
پڑا خونِ جگر اب مجھ کو پینا

گزک بریاں کسی نے کھائے لڈو
کسی نے کھائے پیڑے اے پری رو

کسی نے دودھ چاول کھیر کھائی
جلیبی و گلابی و ملائی

کسی نے گھیور و برفی و کھجلا
کسی نے کھا کے زردہ رنگ بدلا

کسی نے کھائی یاقوتی بنا کر
کسی نے گھی شکر کھایا ملا کر

کوئی بازار سے حلوا منگائے
امرتی اور ربڑی کوئی کھائے

کوئی کھائے حریرہ اور ملیدہ
کوئی حسرت سے بیٹھی آب دیدہ

کوئی یاں زیر بریانی پکائے
قبولی اور کھچڑی کوئی کھائے

کسی نے چائے کشمیری بنا کر — پلائی خوب سکھیوں کو بٹھا کر
کسی نے کوفتہ اور کھایا قلیا — دہی پوری کسی نے کر کے دلیا
کسی نے شیرمال اور نان آبی — خطائی نان کھائیں بھر رکابی
کسی نے بھُرتہ بیگن پکایا — کسی نے گوبھی کی بھجیا کو کھایا
کوئی کھائے کریلا، مولی، شلجم — کسی کو دال اور روٹی کا ہے غم
زمین قند اور میتھی کوئی آلو — کوئی کھائے شکرقند اور رتالو
کوئی کھانے کے اوپر پان کھائے — کوئی بے چاری سوکھی نان کھائے
غرض سب نے سکھی کھایا پیا خوب — پیا بن کچھ نہیں ہے مجھ کو مرغوب
پیا کے واسطے جوگن ہوئی ہوں — ارادہ ہے کہ میں اب جان بھی دوں
نہیں معلوم پی کس پر فدا ہے — مرے دل میں بڑا غم ہو رہا ہے
کہ جو آنے نہیں دیتی مرے گھر — پڑیں اُس سوت کی چھاتی پہ پتھر
ارے پیتم ہوا ہو تو مجھ سے کیوں دور — ترے غم میں ہوا دل خانہ زنبور
ہے چکوے چکوی کے شب کو جدائی — ولے دن کو تو ہوتی ہے رسائی
یہ میرا ہجر کیسا ہے نگوڑا — نہیں ملتا ہے اک دم کو بھی جوڑا
سکھی میں ہجر میں ہوں نیم بسمل — کہیں لگتا نہیں میرا ذرا دل
نہیں آتی ہے مجکو موت بھی یاں — نکل جائے جو اِس غم سے مری جاں
بندھا اب یوں تصور میرے دل پر — جدا تلوار سے کر اپنا تو سر
شکار اپنا کروں بندوق سے یا — کنویں میں ڈوب جاؤں یا کسی جا
کروں یا سنکھیا کھا جان کو دور — نہیں اِس گھر میں رہنا مجکو منظور
ہزاروں طرح کی سوچوں میں تدبیر — نکل جانے میں دم کے ہو نہ تاخیر
مگر بے موت دم نکلے نہ میرا — ارے جاں کندنی نے مجکو گھیرا
گیا ہے پوس گھر آیا نہ دلبر — نہایت غم ہے اب طالبؔ کے دل پر

ماہ ماگھ

لگا ہے ماہ دیکھو اے پیاری — کروں کب تک پیا کی انتظاری
مہینا ماہ کا بھی گو کہ آیا — نہ میرے ماہ کو یہ ماہ لایا
گلابی اِس میں جاڑا ہو گیا ہے — نہ وہ سردی نہ وہ جاڑا رہا ہے

فقط اب تو ہوا ٹھنڈی چلے ہے
سو وہ بھی دل کو اے جاں خوش لگے ہے

اگرچہ اِس میں کچھ باقی ہے سردی
ولیکن موسم آخر ہے پھر بھی

ہزار افسوس اُس موسم میں پیتم
نہ آیا کیا کروں دن رات ہے غم

بسنت آیا ہے دیکھو سب نے پوجا
پیا کو رہنا پردیسوں کا سوجھا

بسنتی گل کے گلدستہ بنا کر
رکھے سرسوں کے سب نے پھول سر پر

بسنتی خلق نے پوشش رنگائی
مری صورت پہ زردی غم کی چھائی

بسنتی ہو گیا جاڑا بھی بی بی
مگر آیا نہیں وہ گھر مرا پی

اگر جاڑوں میں گھر ہوتا سنگھاتی
تو چھاتی کی انگیٹھی سے تپاتی

محبت کی غذا سے پیٹ بھرتی
فدا اُس پر میں اپنی جان کرتی

بٹھاتی جسم کی چوکی پہ ہر دم
سکھی کس سے کہوں میں آہ یہ غم

قدم رنجہ نہیں ہوتا ہے وہ گل
فدا کس باغ کی ہے اُس پہ بلبل

کہ جو ایدھر نہیں کرتا ہے پھیرا
نہیں معلوم کس سوتن نے گھیرا

بڑے غم میں مرا دل مبتلا ہے
اری کس دیس میں پیتم گیا ہے

نہیں سردی کا کیا موسم وہاں پر
فروکش ہے جہاں وہ میرا دلبر

نہیں کرتے وہاں کیا عیش و آرام
نہیں جاڑے کا کرتے کیا سرانجام

نہیں مردوں کو کیا رغبت زنوں سے
کہ جو پیتم نہیں آتا ہے گھر پے

سکھی ایسا عمل کوئی بتائے
کہ جس سے پی ملے یا جان جائے

نہیں اب تاب فرقت کی ذرا بھی
کہیں غم میں نکل جائے نہ یہ جی

اگر یوں ہی رہے گی بے قراری
تو اک دن جائے گی یہ جان پیاری

مہینا ماہ کا بھی ہو گیا سب
ملا پیتم نہ طالب کیا کروں اب

ماہ پھاگن

لگا ہے یہ مہینا دیکھو پھاگن
بوا پیتم نے کیوں کی مجکو تیاگن

ہوا موسم بھی سب جاڑوں کا آخر
نہیں آیا مرا اب تک مسافر

سکھی پھاگن میں آئی ہے گی گرمی
مگر دل پر نہ آئی پی کی نرمی

بنائی خلق نے گرمی کی پوشاک
پیا کے غم میں میرا دل ہوا چاک

خریدا ہے کسی نے نینوں تن زیب
کسی نے لے لیا سینوں بلا ریب

کسی نے یاں چکن اور جامدانی   کسی نے چار خانہ کامدانی
کسی نے یاں خریدا ڈوریا ریل   منگائے کوئی ترپن بیل کا میل
کسی نے یاں کریب و بکھ ململ   خریدا نین سکھ محمودی رفعل
کسی نے لیٹ گلشن ڈھاکا پاٹن   منگائے کوئی سمٹی اور ساٹن
کوئی یاں جالی جھومر لیٹ لائے   کوئی دھوتر گزی گاڑھا منگائے
سوا غم کے خریدا میں نے کیا اور   پیا بن ہو گیا ہے طور بے طور
یہ دل میں آئے کھا جاؤں ابھی سم   مٹے ہر وقت کا تا دل سے یہ غم
بڑا افسوس سکھیو پھاگ آیا   ہر اک نے اِس میں کیا کیا راگ گایا
کوئی بھیروں کو گائے کوئی ہنڈول   کوئی بولی کہ دیپک گاؤ منہ کھول
کسی نے میگھ مالا اور سری راگ   کسی نے مال کوس اے صاحب بھاگ
ترانہ اور کسی نے گائی سرگم   کوئی سارنگ دُھرپت گائے باہم
سندورا کوئی شام کلیان   کوئی کھماچ پیلو گائے اے جان
میں گاؤں راگ مالہ غم کی دن رات   گیا ہے ساز دل کا ٹوٹ ہیہات
ہر اک نرناری کھیلیں پھاگ مل کر   اری آئے ملولا میرے دل پر
کسی نے سر پہ ڈالا رنگ کا کڑوا   کوئی بولی کہ ہے ہولی کا بھڑوا
کوئی کوڑہ دوپٹہ کا بنا کر   لگی ہے مارنے مردوں کو جا کر
کسی نے مارا نقارے پہ ڈنکا   برہنہ ہو کے ناچی کوئی لنکا
کوئی بولی کہ ہے ہے کیا ہے اندھیر   کسی نے مسکرا کے منہ لیا پھیر
کسی نے رنگ پچکاری میں بھر کر   کسی نے قمقمہ مارا بدن پر
کوئی بولی نہ کر تو مجھ سے دنگا   تجھے دیتی ہوں میں سوگند گنگا
کوئی بولی گلال ایسا اڑا ہے   عبیر اُس میں چمکتا کچھ رہا ہے
کوئی اُٹھ بولی علّامہ لگائی   بوا یہ چوٹ تم نے کس پہ کھائی
کسی نے کر کے ابرو کا اشارہ   کہا اک سے کہ یہ ہے خام پارہ
غضب سے ہو کوئی شعلہ بھبھوکا   لگی کہنے لگا دوں تجھ میں لوکا
کوئی بولی نہ کر ایسی شرارت   اری کیا آ گئی ہے تیری شامت
کسی نے یوں کہا چل دور مردار   ادھر آنا نہیں ہرگز خبردار

کوئی کھسیا کے بولی چل نگوڑی ۔۔۔ مری ناحق میں اُنگلی کیوں مروڑی
کسی نے ہنس کے ابرو سے بتایا ۔۔۔ وہ دیکھو سامنے سے کون آیا
کسی نے یوں کہا مندر میں جاؤ ۔۔۔ ہر اک مندر کی ہولی دیکھ آؤ
گئی سنگار بٹ کوئی شتابی ۔۔۔ کسی کو تھی کسی کی اضطرابی
کوئی بولی کہ مدمنگل میں جاؤں ۔۔۔ وہاں سے گوکلانندن میں جاؤں
گئی کوئی بہاری جی کے مندر ۔۔۔ مدن سوہن کوئی رادھا رون پر
کوئی بولی کہ مندر سیٹھ کے جا ۔۔۔ وہاں سے پھر کے گوپی ناتھ میں آ
گئی کوئی بوا جی شام سندر ۔۔۔ ترت گوپال کی جھانکی کوئی کر
کوئی بولی کہ جاؤں دھیر سمیر ۔۔۔ لگے گی راستہ میں کیا مجھے دیر
گئی بھتر ونڈ میں لے کر کوئی بھات ۔۔۔ کوئی متھرا گئی لے یار کو سات
کوئی بولی کہ بنسی بٹ پہ جا کر ۔۔۔ ملوں گی گیان گدڑی میں پھر آ کر
گئی گوبند باغ اور کوئی شہ باغ ۔۔۔ کسی نے کھائے غم سے داغ پر داغ
کوئی خیلا کھڑی کہتی تھی میں اب ۔۔۔ کروں گی جا کر درشن رادھا بلب
گئی رادھا دمودر کوئی جلدی ۔۔۔ کوئی بھر کر کے لائی رنگ ہلدی
کوئی جلدی سے دے کر گھر کا تالا ۔۔۔ گو پیشہ پر گئی لے پھول مالا
کوئی تھی رام جی دوارے کے اندر ۔۔۔ کوئی دیکھے تھی گوبندے کا مندر
کوئی مندر میں سیتا ناتھ کے جا ۔۔۔ کھڑے دیکھے تھی ہولی کا تماشا
کوئی جا کر کے کالی وہ نہائی ۔۔۔ کوئی پھر کر کے کیسی گھاٹ آئی
کوئی نٹ کھٹ ادا سے ہنس کے بولی ۔۔۔ جو کچھ ہونی تھی ہولی میں سو ہو لی
مگر یہ برج کا سا جیسا دنگا ۔۔۔ کہیں دیکھا نہیں سوگند گنگا
غرض چوپائے کی مردوں میں پھر دھوم ۔۔۔ ہوئی کس ڈھب سے دیکھو تا ہو معلوم
اندھیری گھاٹ میں ناچا کوئی جا ۔۔۔ کوئی ناچا ہے بھونرا گھاٹ پر آ
کوئی چوپائے لے کر راستوں پر ۔۔۔ پھرا ہر کوچہ و بازار در در
گیا بنکھنڈی کوئی گنج سیوا ۔۔۔ کوئی منڈی میں رنڈی بن کے ناچا
کوئی چوپائے لایا رہس منڈل ۔۔۔ گیا چوپائے لے کر کوئی جنگل
کوئی بازار سید کی میں آیا ۔۔۔ کوئی چوپائے سورج گھاٹ لایا

کوئی تھا چیر گھاٹ اور کوئی ندھ بن
کوئی کہتا دکھاؤں اپنا میں فن

کسی نے کاٹ تھالی میں رکھا سر
کوئی آتش میں کودا جلد جا کر

کسی نے چیرا تن آرے سے سارا
کسی نے پیٹ میں برچھی کو مارا

کسی نے آگ کھائی اے مری جاں
کوئی پھر نہایا تتے تیل میں یاں

کوئی بن کر کے ناچا شکل عورات
کسی جا ناچ تھا رنڈی کا دن رات

کسی نے ناچ بازی گر نٹوں کا
کسی نے ناچ دیکھا کنجڑوں کا

کوئی مے کے نشے میں بے خبر ہے
کسی کو بھنگ بوزہ سے حذر ہے

کڑاہی کا کسی نے کھایا پکوان
کسی نے کھایا بی بی گوشت اور نان

غرض دیکھا یہ بندرا بن میں رہ کر
ہمیشہ رہتی ہے ہولی سی گھر گھر

عجب ہنگام ہولی کا ہوا ری
نظر آئی نہ صورت یاں پیا کی

گیا پھاگن گذر افسوس طالبؔ
پیا آیا نہیں جلتا ہے قالب

ماہ چیت

لگا ہے چیت سمّت آیا دیگر
مگر افسوس ہے آیا نہ پی گھر

شجر پر گل ثمر آئے دوبارہ
ہوا ہے ہجر سے دل پارہ پارہ

بڑا ہے مجھ پہ گھبراہٹ پیا بن
نہیں آرام مجھ کو رات اور دن

کہوں میں اور کیا تجھ سے پیاری
اشدّ الموت ہے گی انتظاری

بجاتی آہ کا ہوں ساز دن رات
مرے دل کی نہیں سنتا کوئی بات

ملادے میرے جانی سے کوئی گر
بڑا احسان ہوگا اُس کا مجھ پر

نہیں جاتا سہارا درد فرقت
مصیبت ہے مصیبت ہے مصیبت

ہوا ہے رام نومیں کا بھی تہوار
نہ آیا اے سکھی افسوس دلدار

ارے دل میرے سینہ سے نکل جا
بغیر از پی نہیں اچھا تو لگتا

ترے رہنے سے دم میرا ہے لب پر
دکھا صورت پیا کی او ستمگر

کہ تا یہ دور ہو فرقت کا آزار
رہوں کب تک بھلا میں سخت بیمار

کروں کیا ہر طرح سے غم نے گھیرا
لیا ہے چھین دل پیارے نے میرا

نہیں لگتا بغیر اُس کے میرا دل
ہوئی جاتی ہوں میں تو نیم بسمل

خرابی ہے کروں کیا اے بوا جی
نہیں دیتا ہے اپنی وہ خبر بھی

گیا یہ چیت بھی پایا نہ پی کو — بڑی ہے فکر طالبؔ میرے جی کو

ماہ بیساکھ

لگا بیساکھ گرمی آئی بھینا — نہیں خوش آئے پی بن گھر میں رہنا
کروں کیا اب نگوڑی میں یہاں پر — خبر تک بھی نہیں دیتا ہے دلبر
کٹے گا کس طرح یہ ماہ بیساکھ — کیا ہے آتش غم نے مجھے راکھ
جلوں ہوں ہجر میں پی کے میں ہردم — کہ جیسے آگ میں جلتی ہے ہیزم
نہیں باقی رہا ہے کچھ بدن میں — مثال شمع جلتی ہوں لگن میں
رہے ہیں استخواں اور پوست باقی — پیا مجھ سے نہیں ہوتا ملاقی
نہ سوؤں رات کو کھاؤں نہ دن بھر — ہوا کیسا مرض یہ تن کے اندر
نہیں لگتا کہیں میرا ذرا جی — گلستاں بھی بجائے خار بی بی
ارے افلاک ظالم او ستمگر — کیا تو نے جدا کیوں میرا دلبر
نہیں اک دم مجھے آرام اور چین — پیا بن آئیں بھر بھر کر میرے نین
لکھا قسمت میں کیا میرے یہی غم — رہے اس سے ہمیشہ دور پیتم
اری اس دل کو دوں میں بھاڑ میں ڈال — سلگنا ہر گھڑی جی کا ہے جنجال
کہوں کیا حال اپنا اے سکھی ری — پیا کے ہجر میں اب میں مری ری
ہوا نرسنگھ چودس کا بھی تہوار — مگر اب تک نہ آیا میرا غم خوار
گیا بیساکھ طالبؔ ہے بڑا غم — پیا آتا نہیں اب کھا مروں سم(9)

ماہ جیٹھ

لگا ہے جیٹھ جی جلتا ہے میرا — نہیں اب تک کیا پیتم نے پھیرا
مجھے تو جیٹھ نے آ کر جلایا — برادر جیٹھ کا لیکن نہ آیا
اری آیا نہ کیونکر میرا پیتم — بتا دے اے سکھی تو مجکو اس دم
کہ تا تسکیں ہوئے میرے جی کو — ہوئی تاخیر کیوں آنے میں پی کو
بوا یاں جن و انساں اور حیواں — کہوں کیا سب ہیں گرمی سے پریشاں
زمیں پر فرش آتش کا ہوا ہے — فلک پر سائباں بھی آگ کا ہے
گئے ہیں سوکھ دریا دھوپ سے یاں — پھریں حیوانِ دریائی پریشاں

بجز اب پیاس کے لگتی نہیں بھوک گئے پانی سے دیکھو چاہ بھی سوکھ
پڑے ہے دھوپ چھوڑے چیل انڈا کہیں ملتا نہیں پانی بھی ٹھنڈا
جلے ہے ریت بالو مثل گلخن (10) مسافر کا مٹائے دم میں جوبن
پڑے جائیں بوا پاؤں میں چھالے ہرن بھی ہو گئے جنگل میں کالے
ہزاروں مر گئے ہیں لو کے مارے شجر بھی یاں گئے ہیں سوکھ سارے
ہر اک گرمی سے ہے یاں زیر و بالا گلے میں کوئی ڈالے پھول مالا
کوئی پہنے بنا پھولوں کا زیور کہ تا تسکیں کچھ ہوجائے دل پر
کسی نے ہو کے یاں گرمی سے بیکل لگایا گھس کے پیشانی پہ صندل
کوئی مٹی لگائے خس کی در پر کسی نے پردہ ڈالا ہے گا گھر پر
کوئی چھڑکاؤ کرتی گھر میں ہر دم کوئی کہتی کہ گرمی سے مرے ہم
کوئی بیٹھی ہے منہ اور ہاتھ دھو کر ہوا کرتی کوئی پنکھا بھگو کر
کسی نے گھول کر شربت میں ستّو کسی نے پی لیا اولے کا لڈو
کسی نے فالسے کا کر کے شربت پیا جلدی سے تا ہوجائے فرحت
کسی نے یاں پیا املی کا پنّا کوئی بولی کہ لاؤ آب گنّا
کسی نے دودھ میں پانی ملا کر پیا جلدی ہوئی تسکین دل پر
کوئی پانی کو شورہ سے بجھائے کوئی یاں برف کا پانی بنائے
کوئی پانی کی لائے مشک بھر کر کوئی کھیرا و ککڑی بیچے گھر گھر
غرض ہیں سب یہاں گرمی کے شاکی نہیں معلوم کیا مرضی خدا کی
سکھی مجھ کو نہیں ہے نیند اور بھوک پیا کے غم میں دیکھو میں گئی سوکھ
دسہرہ جیٹھ کا بھی ہو گیا ری مگر آیا نہ بھائی جیٹھ کا ری
نہیں معلوم کس سوتن نے پیتم لیا ہے چھین مجھ سے اُس کو دے دم
اری سکھیو مرا دل اب جلے ہے پیا بن کچھ نہیں اچھا لگے ہے
ہوا ہے ہجر کی آتش سے دل خاک دکھاؤں عشق اپنا پھاڑ پوشاک
گریباں چاک کر مل خاک تن پر کروں صحرا نوردی یاں سے جا کر
مگر اک خوف ہے سکھیوں کا مجکو کہیں گی عشق صادق تھا نہ مجکو
سمجھتے ہیں اُسی کی وضعداری محبت کا کرے جو ضبط پیاری

یہ سچ ہے ضبط اب کیونکر کروں ری کہاں تک ہجر کے صدمے سہوں ری
ہوا اک سال بھر اِس غم میں مجکو سناؤں اور قصہ کیا میں تجکو
نہیں امید اب ملنے کی پیاری کروں کیا خاک اُس کی انتظاری
مگر ہاں لوند ہے اِک اس میں باقی یقیں ہے آکے ہوجائے ملاقی
نہیں گر لوند میں بھی وصل جانی عبث ہے اے بوا پھر زندگانی
گیا اب جیٹھ بھی طالب سراسر ولے آیا نہ تو بھی میرا دلبر

ماہ لوند

پلا دے ساقیا مے بھر کے اک جام کہ جس سے دور ہوں فرقت کے ایام
نہیں ہے ہجر کی اب تاب و طاقت مجھے ہو وصل کی جلدی سے راحت
مہینا لوند(11) کا آیا ہے سکھیو پیا سے وصل ہوگا یاد رکھیو
سُنا ہے معتبر اے عالی ہمت کہ غم کے بعد ہو جاتی ہے راحت
ہمیشہ غم نہیں رہتا کسی کو ہوئی ایک خواب سے تسکین جی کو
کہوں کیا رات کو دیکھا ہے اک خواب کہیں اک باغ ہے اور اُس میں تالاب
بنا ہے سنگ مرمر سے سراسر جڑا ہے اور بھی گرد اُس کے پتھر
بجائے آب اُس میں کیوڑا ہے گلاب و بید مشک اُس میں بھرا ہے
کیا اُس میں وضو اور غسل جا کر نکل آئی شتابی سے نہا کر
کھڑا تھا ایک مرد اُس جا طرحدار کہا مجھ سے کہ لے پھولوں کا تو ہار
کھلائے پھر مجھے انگور و بادام پلایا دودھ کا بھی بھر کے اک جام
کہوں میں اور کیا اے چست و چالاک مجھے پہنائی پھر شاہانہ پوشاک
جڑاؤ سارا پھر پہنایا زیور قدم سے اے بوا لے کر کے تا سر
مری آنکھوں میں سرمے کی سلائی لگا کر پان کی بیڑی کھلائی
پھر اُس نے مجکو چوپارے کے اندر بٹھایا تخت طاؤسی کے اوپر
عمارت اُس کی تھی ساری طلائی کبھی ایسی نظر میرے نہ آئی
صفائی میں مکاں وہ ایسا دیکھا کہ آئینہ بھی حیراں اُس جگہ تھا
جڑے تھے اُس میں ہر جا چاند تارے نظر آئے وہاں پر مجکو سارے

عطارد ، مشتری ، زہرہ کو دیکھا
عجائب اور بھی دیکھا تماشا

صدائے طائراں دلچسپ ہوسو
کبوتر ، فاختہ ، قمری کی کوکو

گئی پھر آنکھ کھل اتنے میں میری
ہوئی اُس خواب سے لیکن نہ سیری

اری یہ رات سپنا (12) میں نے دیکھا
کہ جس کے دیکھنے سے ہے پریکھا

بتاؤ خواب کی تعبیر مجکو
کہا سب نے مبارک باد تجکو

بُوا یاں رنج و راحت کا ہے جوڑا
ہمیشہ غم نہیں رہتا نگوڑا

اری بارہ مہینے دُکھ سہا ہے
اگر اب ہو خوشی تو کیا بُرا ہے

بُوا کیوں اشک کے موتی پروئے
پیا کے ساتھ شاید اب تو سوئے

مہینا لوند کا ہوتا ہے بہتر
اِسی میں وصل ہو جاتا ہے اکثر

یہی سکھیوں کی مجھ سے گفتگو تھی
کہ اتنے میں پیا کی آئی چٹھی (13)

بتاؤں جو کہ لایا ہے گا پیغام
محمدؐ مصطفیٰ مشہور ہے نام

کروں کیا وصف اُس کا اے مری جاں
خدا ہے جس کا قرآں میں ثنا خواں

شجاعت اور سخاوت اور عدالت
ہدایت اور فصاحت اور بلاغت

سبھی ہیں ختم اُس والا گُہر پر
اُسی کا سایہ ہے اُمت کے سر پر

پیا سے وصل گر چاہے پیاری
تو پہلے اس کی کرنا تابعداری

بغیر اُس کے ملاقی ہو نہ پی سے
اگرچہ ہو نثار اپنے تو جی سے

غرض مجھ سے کہا اے اہل اسلام
پیا کا تیرے لایا ہوں میں پیغام

جو کچھ ہے حال چٹھی میں لکھا ہے
عمل کر پڑھ کے جو اُس میں کہا ہے

بُوا مضمون اب چٹھی کا سن لو
کہ تا معلوم یہ ہو جائے سب کو

بہت کچھ پی کا ہے چٹھی میں فرمان
بدی کو چھوڑ نیکی کر مری جان

اگر اس کی لکھاؤں شرح تجھ کو
تو ہوگی وصل میں یاں دیر مجھ کو

غرض ہے پی کے گھر کا راستہ جو
ملے اُس کو بوا جو جان دے کھو

اری ہیں سات گھاٹی اُس میں جانی
بتاؤں اے سکھی اُن کی نشانی

ہے گھاٹی علم کی اول (14) تو بڑھ کر
دوم (15) گھاٹی ہے توبہ کی یہاں پر

سوم گھاٹی عوائق (16) کی لکھی ہے
عوارض (17) کی چہارم گھاٹی کر طے

ہے پنجم خوف (18) کی گھاٹی بھی بھینا
ششم گھاٹی قوادح (19) جان لینا

ثنا وشکر(20) کی ہفتم ہے گھاٹی
پھر اُس کے بعد ہو پی سے ملاقی

اگر بھولے مسافر راستہ یاں
تو وہ کافر یقیں ہے قید ہو واں

جسے کہتے ہیں دوزخ اے مری جاں
رہے وہ گم شدہ اس میں پریشاں

اری ہیں اُس کے اندر عقرب و مار
دھواں ہے اور آتش اُس میں بسیار

زقوم (21)اور پیپ و خوں کھانے کو بھینا
پہننے کو وہاں لوہے کا گہنا

ملے گی اُن کو واں آتش کی پوشاک
کہ جس کے پہنے سے تن کی ہو خاک

سپاہی بے وفا بے درد ہیں واں
وہ کافر کو کریں اک دم میں حیراں

رہے جاں کندنی میں اُس کے اندر
نہایت تنگ اور تاریک وہ گھر

غرض واں سب طرح ہے بے قراری
نہیں سنتا ہے کوئی آہ وزاری

بوا جو راستہ بھولے نہیں یاں
تو اُس کے واسطے بہتر ہیں ساماں

مکاں اُس کو وہاں ایسا ملے گا
سنا کانوں نے آنکھوں نے نہ دیکھا

اری وہ چاندی اور سونے کا ہے گھر
چُنا ہے مشک و عنبر سے سراسر

زمرد، لعل ,ہیرا واں جڑا ہے
سکھی گویا عجائب گھر بنا ہے

جڑے چھت گیریوں میں چاند تارے
ہیں روشن داں بھی اُن میں پیارے پیارے

بہت کچھ ہانڈی و فانوس اور جھاڑ
ہر اک موقع سے اُن کی ہر طرف باڑ

ہیں شہد اور دودھ کی نہریں بھی جاری
نہیں وہ خشک ہوتیں اے پیاری

پڑے پردے و چلمن اُن دروں پر
نظر گزرے نہ ہرگز اُن کے اندر

غلام اور لونڈیاں ہیں اُس میں بہتر
کریں وہ کار خدمت سب وہاں پر

شکیلہ اس طرح کی ہیں وہ عورات
کہ دل پر ہے قمر کے داغ دن رات

وہاں جس چیز کی خواہش ہو جی کو
ملے جلدی سے اُس کو اے پری رو

ملے اُس کو سکھی ماہی مراتب
سبھی حاضر وہاں نائب مصاحب

قلم ، قرطاس، قطرن اور چاقو
دوات اور روشنائی اے پری رو

چھتر ، تکیہ ، چنور اور تاج اورنگ
بوا مسند کو ہووے دیکھ کر دنگ

سکھی چھتری و اڈانی و بلّم
اری پنکھا و برچھا اور لیزم

کمان و تیر اور بندوق ، گولی
سپر ، شمشیر اور بچھوا، قرولی

بنت اور گوکھرو ، گوٹا ، کناری
دھنک ، مقیش اور پھٹا پیاری

اری لچکا و پیچک اور سنجاب
کتاں بھی بانکڑی کیا خوب کمخواب

ٹسر اور سوت ، پشمینہ و ریشم
دوشالے بھی نہیں ہیں یاں سے واں کم

نہیں کچھ برتنوں کی واں خرابی
سلپچی ، دیگچی ، چمسہ ، رکابی

لگن ، لوٹا، گلاس و آبخورا
پیالہ ، بادیا، تھالی، کٹورا

تواؤ چمٹا و کفگیر و ڈھکن
سنڈاسی و کڑاہی، ڈیگ، چپن

سروتا ، پانداں و پیکداں بھی
پٹارا ، بیگ اور صندوق بی بی

سکھی حاضر وہاں ہیں سب سواری
کہوں کیا ٹھیل ہے اور ریل جاری

شتر اور گورخر، ہاتھی و گھوڑے
اری تانگا دیکھی رتھ نگوڑے

مجھولی، بہلی، شکرم، پالکی بھی
ہوادار اور یکہ ، نالکی بھی

عجائب باغ اُس میں ہے ہویدا
شجر ، پھل، بیل، بوٹا، پان، پتا

سپستاں، ڈھاک، بڑ، شہتوت، ہلدو
پتنگ اور پاپڑی ،ہنکوٹہ ، پیلو

قدم، کچنال، مہوبا، سرو، شمشاد
لکھوں اب اور بھی جو مجھ کو ہیں یاد

املتاس اور کھرنی، تاڑ، سینبل
کھجور اور نیب، برنا، انبہ، پیپل

چھوہارا ، گوندنی، انجیر، آڑو
کیزا، چیڑ ، تُن ، شیشم و ساکھو

بکائن ، سرس اور فراش جامن
رواسن ، سال، املی، بانس، دھلون

ببول اور کیت، پلکھن ، بیر، گولر
کھٹل ، چمپاؤ، جھاؤاور چھونکر

بہیڑا، آملہ اور بیل، امرود
شجر ہیں اور بھی اُس جا موجود

بدھارا، سینجنہ اور ہینس ، کیندو
چلا پا ، ناریل اور دھور، اڑّو

اگر، زیتون، چکڑی ، جایفل واں
کرپلی، آبنوس اور کاتپھل واں

بوا، صندل وہاں اور صندری بھی
ثمر کا نام لکھوں اور بی بی

انار و ناشپاتی، سیب و انگور
بوا کھانے سے اُن کے ہو مرض دور

شریفہ ، رنگترا، کیلا و لیموں
ثمر ہیں اور باقی نام لے دوں

چرونجی، پستہ و اخروٹ، بادام
منقے اور کشمش گل کا لوں نام

چنبیلی اور چمپا ہار سنگھار
گلاب و موتیا، بیلا طرحدار

ہزارا، مونگرا، گیندا، گل بانس
ہے نرگس ، عشق پیچاں و اناناس

گل داؤدی، گل مہندی ، دوپہری
اری گل خیر و لجونتی، سونیری

پرند اور چار پائے واں ہیں بھینا
شتر، شیر اور چڑیا، پدی، مینا

ٹٹیری، پودنا، خرگوش، گلگل
اری روباہ و چھاپل اور کوئل

سگ و شیر و پلنگ و لال و سُرخاب
ہما بھی کوکلا، سیمرغ نایاب

بیا، تیتر، بٹیرا اور کنج ہیں واں
بوا، ہدہد، پپیہا اے مری جاں

ممولہ، فاختہ، ابلق، اگن بھی
لٹورا، بوزنہ (22) چنڈول بی بی

کُلنگ و ہنس و بلبل، زاغ اور چیل
ہرن، طوطی و قمری اور ابابیل

کبوتر، مرغ اور صدہا گلہری
چکور و باز اور طاؤس، بہری

غرض ہے واں سبھی موجود حاضر
بشرطے گر مقدر ہو نہ قاصر

کہوں کیا وہ مکاں جنت ہے بھینا
ہمیشہ ہووے گا واں اُس کو رہنا

کہ جو ہو گھاٹیوں سے پار یاں پر
مقرر واسطے اُس کے وہ ہے گھر

اگرچہ گھاٹیوں کی ہے کٹھن راہ
نہیں مشکل اگر پیتم کو ہو چاہ

زمہرش سینہا جولانگہ برق
دل ہر ذرہ در جوش انا الشرق

عزیزِ خاطر آشفتہ حالاں
نہیں ہے شک ذرا اس میں مری جاں

دل مستاں عشق خود مقامش
شکست رنگ ھا مہتاب بامش

غرض مجھ کو مبارک یہ مہینہ
ہوا ہے وصل سے اب سرد سینہ

زمین و آسماں، حور و ملائک
لگے اک بارگی دینے مبارک

سبھی دیوار و در اور جن و انساں
ہر اک کہتے تھے راحت تجھ کو اے جاں

سراپا آب توبہ سے نہا کر
سنگھار اپنا تو کر گوشہ میں جا کر

مسی، سرمہ لگا اور پان کھانا
بوا ہاتھوں میں مہندی کو لگانا

سکھی بالوں میں کنگھی کر فنا کی
بوا پھر عطر ملنا تن پہ خاکی

ڈوپٹہ، پایجامہ، کرتی، انگیا
پہن تو معرفت کی کر کے بخیا

اری پشواز اور جوتی کا جوڑا
گلے میں ڈال پھر توبہ کا توڑا

بلاق اور لونگ، نتھ بھی ناک میں ہو
چھڑے، جھانجھیں، کڑے پاؤں میں دودو

بوا پازیب ہوں آزردگی کی
پہن جلدی سے زیور اور باقی

گلے میں ڈالنا تقوے کی ہیکل
کہ جس سے پھر کبھی دل ہو نہ ہل چل

پہن جگنو گلے میں اور زنجیر
توکل کی بنا رکھ دل پہ تصویر

کرن پھول اور بالی ، پتے ، بالا
بُوا ہو گوشوارہ بھی نرالا

طریقت کی تو بجلی کان میں ڈال
ہوس کی مچھلیاں دے کان سے ٹال

پہن جوشن بوا اور نورتن تو
اری بازو پہ لیکن ہوئی بازو

کلائی میں پہن کنگن خردمند
جہانگیری و چوڑی اور پری بند

انگوٹھی اور چھلے آرسی تو
پہننا اُنگلیوں میں اے پری رو

کمر پر کردھنی اور سر پر جھونبر
یہ زیور پہن کر جا پی کے تو گھر

نہ کرنا اے سکھی پھر پی سے گھونگھٹ
چمٹ جانا بدن سے اُس کے جھٹ پٹ

سہاگن ہوگئی اب کچھ نہیں غم
مگر ہے پھر بھی ڈرنا پی سے ہردم

دلہن بن کر تو پیکے گھر میں رہنا
سوہاگن ہو جسے پی چاہے بہنا

غرض سکھیوں سے سُن کر یہ کہانی
سنگھار اپنا کیا کرتن کو فانی

سکھی پھر وصل میں جو کچھ ہوا ری
کہوں کیا گڑ ہے گونگے کا بوا ری

ہوا تھا ہجر سے دل جیسا برباد
اری اب وصل سے ہے شاد آباد

سبھی اچھے لگے تہوار و میلا
چمن ، بازار و دشت اور سرو، کیلا

دسہرہ، تیج، ساون، چوتھ کروا
اکاشی، پنچمیں اور دوج، پروا

محرم اور صفر ، بارہ وفاتیں
رجب ، شعبان و رمضاں اور عیدیں

مدارا ور خواجہ میرانجی و خالی
گنا گت ، سولہ اور ہولی، دیوالی

اری جاڑا و گرمی اور برسات
سبھی خوش آئے سمت ، سال، دن رات

مجھے اچھا لگے اب کھانا ، پینا
پیا بن تھا غرض بے لطف جینا

ہے بے شک رنج اور راحت کا جوڑا
ملا مشکل سے لیکن میرا جوڑا

کوئی مل کر یہاں بچھڑے نہیں ری
نہیں رہتی ہے عقل اُس کی کہیں ری

خرد کا تین جا مشکل ہے رہنا
ضرورت ، عشق اور غصہ میں بھینا

بوا دل کا یہ گزرا ماجرا ہے
جدا ہونا بھی مالیخولیا ہے

پیا بن رقص ہو یا محفل و ساز
کسی کا خوش نہ آئے ناز و انداز

رباعی، ریختہ، خمسہ نہ گانہ
غزل، قصہ نہ دھرپت اور ترانہ

نہیں اچھا لگے کچھ اُس کو زنہار
کہ جس کے پاس سے جاتا رہے یار

ہر اک مہجور کو ہو وصل یارب
پذیرا یہ دعا کر میری تو اب

پھریں دن ایسے سب کے اے بُوا ری | کہ جیسا وصل اب مجھ کو ہوا ری
کہوں کیا اور میں قصہ کہانی | نہیں ہے ہجر اب ہے وصل جانی
پیا مجھ پر فدا اور میں پیا پر | کہوں اب غم کا قصہ تجھ سے کیونکر
نہیں اب غم رہا طالبؔ ذرا بھی | ملا مدت میں مشکل سے مرا پی

خلاصہ تیرہ ماسہ

خلاصہ تیرہ ماسہ کا سنو یاں | عیاں ہو جائے تم کو راز پنہاں
رموز العاشقیں بھی نام اِس کا | فقیری راز ہے اِس میں ہویدا
بغور اِس کو ذری تو دیکھ جانی | کہ تا معلوم ہو راز نہانی
نہیں یہ مرد ، عورت کی کہانی | حقیقی عشق کی ہے یہ نشانی
مصیبت میں اگر اِس کو پڑھے تو | رہائی جلد تیری ہو پری رو
بلا ہو دور تیرہ دن کے اندر | خطا تھوڑی ہوئی ہو تجھ سے یاں گر
عتاب اُس سے زیادہ تجھ پہ گر ہو | تو محتاجوں کو دے جو مال و زر ہو
اور اِس کو روز پڑھنا ہے سحر شام | تو بعد اک سال کے ہو کام انجام
بشرطِ اعتقاد اور تخلیہ ہو | وگرنہ نام پڑھنے کا نہ پھر لو
نہیں یہ قصہ بھینا ہے مناجات | مدام اِس کا تو رکھنا ورد دن رات
پڑھے جس وقت اِس کو یہ کہا مان | بجز رب کے کسی کا بھی نہو دھیان
محبت دنیوی جی کا ہے جنجال | خدا کے واسطے تو چھوڑ فی الحال
خدا سے مل گیا گر تیرا یاں دل | تو پھر ہے دین دنیا تجھ کو حاصل
اگر دونوں سے تیرا دل لگا ہے | بُوا دل تیرا تو سب سے بُرا ہے
نہیں اک آستیں میں آئیں دو بات | یقیں دل میں تو کرنا میری یہ بات
نبیؐ سے اس کو فرمایا ہے مُردار | شتابی چھوڑ گر ہے وصل درکار
کہا تو مان میرا او ستم گر | خدا کے وصل کی تدبیر یاں کر
اگر چہ وصل کا ہونا ہے دشوار | خدا چاہے تو پھر کچھ بھی نہو عار
تعلق دل سے دل کا ہوئے اکثر | محبت سے محبت ہوئے دل پر
محبت سے ہوا تھا قیس، مجنوں | ہوئی لیلیٰ بھی اس کو دیکھ مفتوں
محبت سے ہوا فرہاد کا نام | پیا شیریں نے بھی پھر وصل کا جام

محبت سے ملے یوسفؑ ، زلیخا　　سکھی یہ ذکر بھی قرآں میں دیکھا
محبت سے فدا اپنا کیا سر　　ہُوا ، ابن علی نے کربلا پر
محبت سے ہوئے ایوبؑ بیمار　　اور عیسیٰؑ کو چڑھایا برسرِ دار
محبت سے کٹا سرمست کا سر　　چڑھا منصور بھی سولی کے اوپر
محبت سے ہو بلبل▭ پہ مائل　　محبت سے ہے پروانہ بھی گھائل
محبت سے اُڑائے کہربا کاہ　　رکھے آہن کی مقناطیس بھی چاہ
محبت سے ہر اک شے ہوئے حاصل　　محبت کا غرض جز ہے گا کامل
یہی نکتہ ہے کرلے دل میں تو یاد　　یقیں ہے جلد ہو پھر شاد آباد
خدا کی ہو محبت جس کے دل پر　　اُسی کی فہم میں آئے سراسر
شریعت کا نہیں کچھ حال لکھا　　یہ کوچہ ہے حقیقت معرفت کا
طریقت والوں سے کر اُس کو تحقیق　　کہ تا ہو جائے تیرے دل کو تصدیق
اگر پھر شک ترے رہ جائے دل پر　　سراج السالکیں (23) میں دیکھ جا کر
تصوف کا پڑھے جب علم جانی　　عیاں ہو جائے یہ راز نہانی
وگرنہ مان مرشد کا تو ارشاد　　جو کچھ ارشاد ہے طالبؔ وہ کر یاد

تاریخ تالیف از مصنف

عدو میرا ہوا جب چرخ دوار　　اُٹھایا رام ساگر سے بھی وے خار
رکھا پھر خاص بندرا بن میں لاکر　　لکھا یہ تیرا ماسہ　واں بدشوار
حقیقی عشق کا اِس میں ہے مذکور　　کروں کیا اور زیادہ تجھ سے اصرار
ہوا تاریخ کا جب فکر دل کو　　کہا یہ ہاتف غیبی نے اے یار
نہ کر تاریخ کا طالبؔ تو اب غم　　لکھا ہے حال اِس میں حب غفار (۱۲۹۶ھ)

تاریخ از کلام اعجاز نظام واقف رموز خفی وجلی میاں حافظ محمد علی خان صاحب رئیس موضع راجو پور ضلع سہارنپور

چوں نوشتہ تیرہ ماسہ طالبِ صاحب ہنر　　من بسال عیسوی بردم بجیب فکر
تاچہ خوش آمد بمن حامد ندا از ہاتفے　　کہ نمی گوئی چرا خود عندلیب خوشخبر (۱۸۷۴ئ)

تاریخ تراویدہ کلک سحر طراز سخنور ادا فہم ناز و نیاز حافظ محمد حسین صاحب ادب ہوڈلوی سلمہ اللہ تعالیٰ بالخیر

انصاف تیرہ ماسۂ طالب کا اے ادب　　شاعر ہے یا کہ ہے کوئی آتش نوائے عشق
پیدا ہے لطف طبع مقدس سے سربسر　　سوز فراق و ساز محبت ادائے عشق

کھلتے نہیں ریاض محبت میں یوں ہی گل | سینہ پہ تا نہ کھائے کوئی داغہاے عشق
ہو جائے اب رقم کوئی تاریخ دل پذیر | کب تک دل حزیں کو پڑا یوں جلائے عشق
بے فکر طبع واہ کسی نے کہا یہ خوب | کہ ہے یہ شور بلبل معجز نماے عشق (۱۲۹۱ھ)

نتیجہٗ طبع فصاحت بیان شاعر شیوہ زبان قدوۂ اہل نظر منشی محمد اکبر خان صاحب تخلص رہبر رئیس جلیسر ضلع ایٹہ سلمہ

تاریخ

صفائی سے در مضموں کے واللہ | بنی ہے نظم یہ کانِ لطافت
پر جبریل سے رہبرؔ نے تاریخ | لکھی بحرِ گلستانِ لطافت (۱۲۹۱ھ)

خاتمہ الطبع

مخموران بادۂ سخن کہاں ہیں اِدھر آئیں اِس خمخانہٗ سخن کی شراب خوش گوار سے کام جاں کو چاشنی انداز فرمائیں۔ یہ وہ خمکدہ ہے کہ جس سے ہزاروں مدہوش ہو جائیں اور ایک قطرہ کم نہ ہو یا وہ جام لبریز ہے کہ سینکڑوں کو چھکا دے اور جیسے کا تیسا بلب ہی رہے۔ سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں۔ یہاں تیرہ مہینے کا ذخیرہ موجود ہے۔ حقیقت میں اِس تیرہ ماسہ کی تمہید نئی دلچسپ انداز کی ہے۔ کیوں نہ ہواس کے مصنف بھی تو ماہر لطائف وظرائف شاعر شیوہ بیان جناب طالبؔ شاہ جیسے نغز گفتار ہیں۔ شاہ صاحب کو ہر قسم کی شاعری خصوصاً مثنوی گوئی میں کمال مہارت ہے۔ اُن کی اور تصانیف بھی اکثر ہیں جو مقبول عام ہوئیں، مثلاً (۱) مثنوی ماہ پیکر (۲) کریما اردو (۳) وظیفہٗ سحری (۴) دافع الامراض، وغیرہ۔ جن ناظرین نے ان کی اور تصانیف کو نہیں دیکھا اُن کے واسطے یہی تیرہ ماسہ مشتے نمونہ از خروارے بن کر دوسری تصانیف کا مشتاق بنائے گا۔ اور جو ملاحظہ کر چکے ہیں اُن کے لیے گویا قند مکرر ہوگا۔ بالجملہ کمال صحت و صفائی طبع سے مزین ہو کہ واقع ماہ مارچ ۱۸۹۰ء مطابق ماہ رجب المرجب ۱۳۰۷ ہجری بار دوم مطبع اودھ اخبار لکھنؤ محلہٗ حضرت گنج میں تیار ہوا۔

حواشی متن

(1)نام مقام (2)نام مقام (3)نام قصبہ (4)نام مقام (5)یعنی نسخہٗ دافع الامراض (6)نام قصبہ (7)یعنی مینڈک (8)یعنی ندی (9)یعنی زہر (10)بھاڑ (11)از لوند مراد ترک دنیا کردن (12)یعنی خواب (13)یعنی قرآن (14)صاحب عبادت کو چاہیے کہ اول علم پڑھے یعنی وہ علم جو خاص وحدانیت کو ظاہر کرے یعنی علم تصوف کا پڑھے (15)یعنی طالب عبادت کو چاہیے کہ تحصیل علم کے بعد گناہوں سے توبہ کرے عبادت خدا میں مشغول ہو حرص دنیا سے بچے بہتر ہوگا (16) یعنی مانع کرنا راہ سلوک سے بعد طے کرے گھاٹی علم اور توبہ کے سب موانع کو دفع کرنا چاہیے (17)یعنی جو پیش آئے جیسے مطالبہ رزق کا دوم پریشانی حال اور ہر کام کی سوم یہ کہ سختیاں اور مصائب انواع انواع چہارم رنگا رنگ پیش آنا تقدیرات کا (18)یعنی خوف سے عبادت کرنی عجب اور ریا نہ ہو مرگ کو ہر وقت نزدیک

جانے (19)یعنی پرہیز کرنا عجب اور ریا سے(20)یعنی طالب عبادت جو لازم ہے بعد طے کرنے میں گھاٹیوں پر حمد اور شکر رضا ادا کرے ۔شکر نعمت نعمت افزوں کند، پھر صبر کرے کہ الصبر مفتاح الفرج(21)تھوہڑ(22)بندر(23)

نام کتاب

حوالہ جات

۱۔ جالبی، ڈاکٹر جمیل ،تاریخ ادب اردو ،جلد اول (قدیم دور) آغاز سے ۱۷۵۰ء تک، لاہور، مجلس ترقی ادب ،طبع سوم، دسمبر ۱۹۸۷ئ،ص ۶۳

۲۔ http://www.urduencyclopedia.org/general/index.php

۳۔ Before the Divide,Hindi and Urdu Literary Culture ,Edited by Francesca Orsini,Orient BlackSwan,New Dehli,2010.p149

۴۔ صدف نقوی، گوہر ا